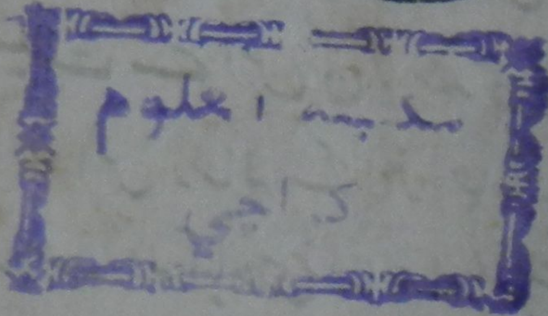
اشاعت امامیہ مشن، لکھنؤ ۲۱۵

خمس



از قلم

حضرت سید العلماء مدظلہ

مطبوعہ

سرفراز قومی پریس، لکھنؤ

محصول ۱ر

قیمت ۲ر

تعارف

اسلام کے عملی ارکان میں سے نماز، روزہ، اور زکوٰۃ کے موضوع پر تین ۳ رسالے شائع ہو چکے ہیں۔ اب یہ چوتھا رسالہ خمس کے بارے میں ہے۔

خمس کے رسالہ کی اس لیے بڑی اہمیت ہے کہ یہ وہ قرآنی فریضہ ہے جسے مسلمانوں کی اکثریت نے اپنے فتوے سے منسوخ کر دیا ہے اور وہ اقلیت بھی جو عقیدۃً اُس کی قائل ہے عملی حیثیت سے اُس کی پابندی میں اکثر و بیشتر کوتاہی کی مرتکب ہے۔

اس رسالہ کے اخراجات اشاعت محترمی جناب مرزا معشوق حسین صاحب الہ آبادی (لائف ممبر مشن) نے اپنی والدہ مرحومہ کی روح کو ایصال ثواب کے لیے مرحمت فرمائے ہیں۔ ناظرین سے استدعا ہے کہ وہ مرحومہ کی روح کو ایک سورہ فاتحہ کا ثواب بخش کر ماجور ہوں اور اس خیر جاری کی طرف خود بھی توجہ فرما دیں۔

یہ رسالہ اس کا مستحق ہے کہ افراد قوم اسے کثیر تعداد میں خرید فرما کر غیر شیعہ افراد میں تقسیم فرمائیں

خادم ملت

سید ابن حسین نقوی

آنریری جنرل سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ

رجب ۲ ۱۳۷۶ھ

فروری ۱۹۵۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین وآلہ الطیبین الطاہرین ہ

خمس کی اسلامی اہمیت

اسلام کے عملی ارکان میں خمس بھی مثل نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ کے وہ اہم فریضہ ہے جس کا بالتصریح قرآن مجید میں حکم موجود ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

واعلموا انما غنمتم من شئ فان اللہ خمسہ وللرسول والذی القربیٰ والیتمیٰ والمسٰکین وابن السبیل ان کنتم اٰمنتم باللہ (سورہ انفال)

"جو کچھ تمھیں بطور غنیمت ملے اُس کا پانچواں حصہ اللہ کا ہے اور رسولؐ کا اور صاحبان قرابت کا اور یتیموں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں کا۔ اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"

لغوی اعتبار سے تو اس آیت کے مفہوم میں بڑی وسعت تھی کیونکہ ما غنمتم کے معنی ہیں "جو تمھیں فائدہ حاصل ہو" اب وہ

کسی بھی ذریعہ اور کسی صورت سے بھی ہو لیکن قرآن کے اجمال کی تفصیل عموم کی تخصیص اور اطلاق کی تقیید اُن رہنمایان دین کے ارشادات سے ہو جایا کرتی ہے جنھیں اس کام کی انجام دہی کے لیے قرآن مجید کے ساتھ رکھا گیا اور ایک طرف خود قرآن نے پیغمبرؐ کا کام یہ بتایا تھا کہ وہ قرآن کے آیات کو دنیا تک پہنچانے کے ساتھ اس کی تعلیم بھی دیں (یتلو علیھم آیتہ ویعلمھم الکتب) اور ان تمام تشریحات کا بتانا ہی ایک معلم کا فریضہ ہے۔ دوسری طرف حضرت نے اپنے بعد کے لیے یہ اعلان فرمایا کہ انی تارك فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اهل بیتی "میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور میرے مخصوص قرابتدار اور میرے اہل بیت"

چنانچہ ان کے تعلیمات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر قسم کے مال و متاع میں خمس نہیں ہے بلکہ وہ چند قسم کا مخصوص حاصل شدہ مال ہوتا ہے جس میں خمس ہوتا ہے۔

ان اقسام کی تفصیل بعد میں درج کی جائے گی۔

خمس کے حصے

قرآن کی آیت میں صاف صاف مال خمس کے ۶ حصے

مذکور ہیں۔

(۱) اللہ (۲) رسولؐ (۳) ذوالقربیٰ

• تمام علمائے اسلام متفق ہیں کہ اس سے رسالتمابؐ کے قرابتدار مراد ہیں جن پر زکوٰۃ کو حرام قرار دیا گیا تھا اور خمس میں اُن کا حق رکھا گیا تھا۔

(۴) یتامے (۵) مساکین (۶) ابنار السبیل یعنی مسافرین

ظاہر ہے کہ تمام مسلمان قرآن کو تو اسلامی قانون اور اُس کی تعلیم کو ابدی تعلیم مانتے ہیں یہاں تک کہ جو حسبنا کتاب اللہ کا نعرہ لگا رہے ہیں وہ بھی قرآنی احکام کے تو نا قابل ترمیم ہونے کا اقرار کرتے ہیں مگر بعد رسولؐ جب سیاست کی ہوا اہل بیت رسولؐ کے خلاف چلی تو یہ عبرت انگیز واقعہ ہے کہ اس بارے میں قرآنی فریضہ میں بھی ترمیم کردی گئی۔ اول تو عموماً اہل سنت خمس کے فریضہ کی اہمیت سے بے خبر ہو گئے اور جیسے زکوٰۃ کو لازمی فریضہ سمجھتے ہیں اس طرح خمس سے وہ متعارف نہیں ہیں اور فقہار وعلمار جو کتابوں میں چار ناچار اس کا تذکرہ کردیتے ہیں تو وہ بھی طرح طرح سے اُس میں ترمیمیں کرکے مثلاً امام مالک کا قول ہے کہ خمس حکومت کی صوابدید سے وابستہ ہے وہ جس طرح چاہے صرف کرے۔ ابو حنیفہ کا فتوے ہے کہ خمس کے تین حصے ہوں گے۔ ایک یتیموں کا ہوگا اور ایک

مساکین کا اور ایک ابناء السبیل کا اور اس میں سادات اور غیر سادات کا کوئی فرق نہیں ہے۔

یہ عبرت خیز اجتہادات بتا رہے ہیں کہ عام مسلمانوں نے عترت و اہل بیتؑ کو نظر انداز کرنا اتنا ضروری سمجھا کہ اگر قرآن بھی اُن کے حق میں آجائے تو قرآن کو صاف صاف نظر انداز کرنے میں بھی کوئی جھجک محسوس نہ کی جائے گی۔

یہ بھی مسلم حیثیت سے ثابت ہے کہ حضرت پیغمبر خداؐ برابر اس آیت کے مضمون پر عمل فرماتے رہے۔ آپ ایک حصہ اپنا رکھتے تھے اور ایک حصہ اپنے قرابتداروں کا رکھتے تھے۔ یہ آپ کا عمل برابر جاری رہا مگر جب خلیفۂ اول مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو اُنھوں نے رسولؐ اور اقربائے رسولؐ کا حصہ قطع کرکے بنی ہاشم کو خمس سے محروم کر دیا۔ اس کا ذکر تفاسیر و صحاح اہل سنت میں موجود ہے۔

شیعہ تعلیم قرآن کے مطابق خمس کو فریضۂ لازم جانتے ہیں اور اُس میں اُتنے ہی حصے تسلیم کرتے ہیں جتنے قرآن مجید نے بتائے ہیں۔

حکم خمس کی اہمیت

احادیث سے خمس کی بڑی اہمیت ہے۔ خمس کے روکنے

والے پر لعنت ہوئی ہے اور اُس کا حقوق اہلبیتؑ کے غاصبین میں شمار کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ خمس ادا کیے بغیر جس مال سے کوئی شے خریدی جائے اُس شے میں تصرفات بھی ناجائز بتائے گئے ہیں۔

اس ذیل میں جناب تاج العلماء طاب ثراہ کے دستخطی ایک اُردو زبان کے رسالۂ خمس کا اقتباس درج کیا جاتا ہے جس سے نہایت موثر انداز میں خمس کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

"غور کرنا چاہیے کہ اُن حضرات نے ہماری ہدایت کے لیے کیسی کیسی مشقتیں جھیلیں اور کیسی کیسی مصیبتیں اُٹھائیں۔ اپنے اپنے وطن چھوڑے۔ اپنے اپنے قریب عزیزوں سے مُنھ موڑے نئے نئے ویرانے بسائے۔ راہِ خدا میں اپنے خون کے فوارے بہائے۔ پھر حیف کی بات ہے کہ ہم اُن کے کہلائیں اور اُن کی اولاد کے حق سے جو خدا کی طرف سے لازم الادا ہے وقت پر اپنے مُنھ چھپائیں اور جزسا حق اُن کا دبا رکھیں اور اُن کی دوستی کا دم بھر کے پھر پیروی کر جائیں اُن کے دشمنوں کی کہ جن محسن کشوں نے سب اُن کے احسانات گنوائے۔ شکر گزاری کے بدلے دشمنِ جان و مال و آبرو ہو گئے اور غصب حقوق کیا اور اُن سے اُن کی قلیل سی وجہ معاش چھین لی۔ الغرض خمس کا سادات سے روکنا اُن ہی ظالموں کی پیروی ہے۔

مرمرا باور نمی آید ز روے اعتقاد
حق زہرا خوردن و دینِ پیمبر داشتن

خمس کن چیزوں میں واجب ہے؟

خمس سات قسم کے اموال میں واجب ہے :۔

(۱) اموالِ غنیمت یعنی وہ اموال جو جہاد شرعی میں غیر مسلمین سے حاصل ہوں۔ موجودہ زمانہ میں جبکہ شرعی جہاد کے شرائط عموماً حاصل نہیں ہیں۔ اس میں وہ اموال داخل ہوں گے جو قانونِ حکومت اور عرف عام کے معیار اخلاق پر آئینی طور سے غیر مسلمین سے حاصل کیے گئے ہوں مگر آئین اسلام کے معیار پر صحیح نہ اُترتے ہوں تو خمس دے کر وہ پاک و حلال ہو جائیں گے جیسے بینک اور ڈاکخانہ وغیرہ کا سود یا انشورنس سے جو مال بلا استحقاق شرعی حاصل ہو۔ وغیرہ وغیرہ مگر ایسے ذرائع۔ جو عمومی معیار پر اخلاق کے خلاف ہوں جیسے چوری، مکاری اور خیانت۔ غیر مسلمین سے بھی اموال کا حاصل کرنا اور مسلمانوں کے دامن اخلاق کو داغدار بنانا جائز نہیں ہے اور مسلمانوں سے کسی ایسے قانونی طریقہ سے بھی حاصل کرنا جائز نہیں ہے جو شریعت اسلام میں صحیح مانا نہ گیا ہو اس لیے ممالک اسلامیہ کے مسلمانوں کو بینک اور ڈاکخانہ وغیرہ کے سود سے بھی پرہیز لازم ہے۔

(۲) معادن۔ یعنی زمین کے اندر پیدا ہونے والی چیزیں جیسے سونا چاندی۔ تانبا۔ سیسہ۔ یاقوت وزبرجد۔ سرمہ۔ نمک۔ گچ۔ فیروزہ وغیرہ بلکہ سیّال چیزیں جو زمین میں پائی جاتی ہیں وہ بھی اسی میں داخل ہیں جیسے مٹی کا تیل۔ گندھک یا سوئی گیس جو پاکستان میں برآمد ہوا ہے۔

یہ تمام اگر کسی ایسی زمین میں ہوں جو کسی شخص خاص کی ملک میں نہیں ہے تو وہ بھی کسی کی ملکیت نہوں گے۔ بے شک جو اُسے برآمد کرے وہ جتنا اُس میں سے نکالے وہ اُس کی ملکیت ہوگا اور اُس پر خمس واجب ہوگا اور اگر اتفاق سے کسی ایسی زمین میں نکلیں جو کسی شخص خاص کی ملک ہے تو شرعًا وہ معدن بھی اس شخص کی ملک قرار پائے گا اور اب وہ جتنا اُس میں سے حاصل کرے اُس کا خمس ادا کرے۔

(۳) خزانہ یعنی وہ مال جو کسی نے زمین کے اندر کبھی رکھ دیا تھا اور اُس کے متعلق آثار و قرائن کے لحاظ سے یہ حکم نہ لگایا جاسکے کہ وہ کسی مسلمان کا رکھا ہوا ہے تو وہ خزانہ پانے والے کے لیے جائز و مباح ہے بشرطیکہ وہ اُس میں سے خمس نکال دے لیکن اگر وہ خزانہ ایسی زمین میں ہو جس میں آثار و قرائن کی بنا پر یہ سمجھا جاسکے کہ وہ ضرور کسی مسلمان کی ملکیت ہے تو

اُس کا حکم وہ ہوگا جو زمین پر پڑی ہوی کسی چیز کا ہوتا ہے جسے کوئی اُٹھائے۔ جسے لقطہ کہتے ہیں۔ اُس کے لیے اعلان و اشتہار دینا اور مالک کا پتہ لگانا ضروری ہے اور جب پتہ نہ لگے تو پھر یا تو اُسے مالک کی طرف سے بطور امانت اپنے قبضہ میں رکھے یا اُس کی طرف سے امورِ خیر میں صرف کردے لیکن اس قصد سے کہ اگر مالک کبھی مل گیا اور ان مصارف پر رضامند نہوا تو یہ اُس کا معاوضہ ادا کرے گا۔

(۴) غوطہ زنی سے برآمد کی جانے والی چیزیں جیسے موتی، مونگا وغیرہ۔ اور عنبر کو اگر دریا کے اندر سے نکالا جائے تو وہ اسی قسم میں داخل ہے اور اگر دریا کے کنارے سے یا پانی کے اوپر سے حاصل کیا ہو تو وہ حکم معادن میں داخل ہے۔ بہرصورت خمس اُس میں واجب ہے۔

(۵) تجارت اور دوسرے پیشوں میں حاصل شدہ منافع میں سے سال بھر کے مصارف کے بعد جو بچت ہو۔

مصارف میں تمام جائز خرچ داخل ہوں گے چاہے ضروریاتِ حیات میں داخل ہوں۔

(۶) وہ زمین جس کو کافر ذمی کسی مسلمان سے خرید کرے۔ اس میں سے شرعی حکومت اگر صاحب اقتدار ہو تو خمس وصول کرے گی جسے ایک خصوصی ٹیکس سمجھنا چاہیے۔

(۷) مال حلال جو حرام سے مخلوط ہو گیا ہو اس طرح کہ امتیاز نہو اور مالک معلوم نہو۔ اس صورت میں خمس دینا لازم ہو گا اور اگر معلوم ہو کہ مال حرام کی مقدار خمس سے زیادہ ہے تو خمس ادا کرنے کے بعد جتنی مقدار کا اُس سے زیادہ علم ہے اُسے مالک جائز کی طرف سے راہ خدا میں تصدق کر دے۔

اس سلسلہ میں مزید تشریح یہ ہے کہ اپنے مال سے مال غیر کے مخلوط ہو جانے کی چار صورتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ مقدار مال اور مالک مال دونوں معلوم ہوں۔ اس صورت میں لازم ہے کہ اُس مقدار مال کو اُس مالک کے پاس پہنچائے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ مقدار مال معلوم ہو اور مالک معلوم نہو۔ اس صورت میں اُس مقدارِ مال کو یا بطور امانت اپنے پاس رکھے یا اُس مالک کی طرف سے راہِ خدا میں خیرات کر دے اس ارادہ کے ساتھ کہ اگر مالک کا پتہ چل گیا اور وہ اس خیرات سے راضی نہوا تو میں اس کا معاوضہ اُسے ادا کر دوں گا۔

تیسری صورت یہ ہے کہ مالک معلوم ہو اور مقدار معلوم نہو۔ اس صورت میں ضروری ہے کہ کسی نہ کسی طرح اُس مالک سے سمجھوتہ کرے اس طرح کہ وہ راضی ہو جائے۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ مقدار مال اور مالک دونوں لامعلوم

ہوں۔ یہ صورت وہ ہے جس میں خمس نکال کر باقی مال اس شخص کے لیے حلال ومباح ہو جاتا ہے۔

نصاب

۱ اموال غنیمت اور ۵ فاضل آمدنی سالانہ اور ۶ کافر ذمی کی مول لی ہوئی زمین اور ۷ مال حرام میں مخلوط ہو جانے والے مال حلال ان چار قسموں میں کوئی نصاب نہیں ہے۔ جتنا بھی مال اس قسم کا ہو چاہے قلیل اور چاہے کثیر۔ اُس میں خمس واجب ہو گا مگر ۲ ۳ اور ۴ یعنی معادن وکنوز اور غواصی سے برآمد شدہ مال میں نصاب مقرر ہے کہ اُس سے کم اگر ہو تو خمس کی ضرورت نہیں ہے۔ معادن اور کنوز میں اگر سونا ہو تو بیس ۲۰ دینار اور اگر چاندی ہو تو دو سو ۲۰۰ درہم (۱) نصاب ہے اور اگر کوئی اور شے ہو تو اُس کی قیمت کے لحاظ سے ۲۰ دینار یا ۲۰۰ درہم جو پورے ہوتے ہوں اُس میں خمس واجب ہو گا اور غوطہ زنی والی چیزوں میں باعتبار قیمت ایک دینار کی مالیت معتبر ہے۔

---

(۱) دینار ۳ ماشے ۳ رتی سونا اور درہم ۲ ماشے ½۲ رتی ۲ خمس رتی بھر چاندی ہے (رسالہ تاج العلماء)۔

مستحقین خمس

خمس کے چھ حصے ہوتے ہیں۔

(۱) سہم خدا (۲) سہم رسولؐ (۳) سہم ذوالقربیٰ

یہ تینوں حصے اب امام کا حق ہیں اور غیبت امام کے دور میں اُنھیں کسی ایسے مصرف میں صرف ہونا چاہیے جس میں رضائے امام کا زیادہ سے زیادہ یقین ہو اور تین حصے فقرار اور ایتام اور ابنا سبیل کے ہیں جو سادات میں ہوں اور سال بھر کے لبرادقات کا ذریعہ نہ رکھتے ہوں۔

نظامِ خمس پر ایک جامع تبصرہ

خمس کا نظام درحقیقت ایسا ہمہ گیر نظام ہے جس کے پورے طور پر رائج ہونے کے بعد کسی بڑی سے بڑی دینی و اجتماعی مہم میں جو امورِ خیر میں داخل ہو کبھی کسی چندے اور خصوصی ٹیکس کی ضرورت نہیں پڑ سکتی۔

اس میں خدا اور رسولؐ اور ذوالقربیٰ کا جو حق ہے جسے حق امام کہتے ہیں۔ یہ درحقیقت ان شخصیتوں کے فائدہ کے لیے

نہیں ہے بلکہ دینی حیثیت سے امام وہ حقیقی طاقت ہے جو مفادِ کل کی ذمہ دار ہے اس لیے اسے امام کا حق قرار دینا ایک ایسے قومی سرمایہ کا سرچشمہ ہے جس سے شخصی نہیں بلکہ اجتماعی مقاصد پایۂ تکمیل تک پہنچیں۔

چونکہ خمس ایک دینی فریضہ کی حیثیت رکھتا ہے جس کی تحریک خود افرادِ امت کا ضمیر کرتا ہے اس لیے سیاسی اقتدار کچھ دوسرے افراد کے پاس ہونے کے بعد بھی ملت کا ضمیر اگر بیدار ہو تو اُن کا اقتصادی نظام اپنے دینی و قومی مفادات کے پورا کرنے کا بحسن وخوبی خود کفیل ہو سکتا ہے۔ جس کی شہادت ائمہ اہل بیتؑ کے دور کے اُن واقعات سے ہوتی ہے جن سے پتہ چلتا ہے کہ کس طرح وقت کی تمام ناسازگار فضاؤں کے باوجود افراد شیعہ کے ضروریات زندگی کی کفالت یہ حضرات فرماتے رہتے تھے اور اسی سے اُس سیاست کا راز بھی ظاہر ہو جائے گا جو باوجود نص قرآن جمہوری شریعت میں خمس کے فریضہ پر قلم نسخ پھیر دینے کی متقاضی ہوی۔

آج بھی عراق یا ایران کا ذکر نہیں جو ہم سے

دور ہیں اپنے قریب افریقہ، بمبئی، کراچی یا لاہور کے اُن حلقوں کے جماعتی نظام پر اگر غور کیا جائے جو خمس نکالنے کے پابند ہیں تو معلوم ہوگا کہ اگر تمام افراد ملت ہر شہر اور دیہات میں اس فریضہ کے پابند ہو جائیں تو آج ہمارا اقتصادی نظام کس طرح دوسروں کے لیے قابل رشک بن کر قائم و مستحکم ہو سکتا ہے۔ والسلام

علی نقی النقوی
۹/ج ا ۱۳۷۶ھ

اصول دین اور فروع دین پر شایع شدہ رسائل

توحید، عدل، نبوت، امامت معاد قیمت مکمل سٹ دس آنے

نماز، روزہ، زکوٰۃ اور خمس فی عدد دو آنہ۔

نوٹ۔ حج اور جہاد پر عنقریب رسائل شایع ہوں گے۔

مختصر سوانح چہاردہ معصومین علیہم السلام۔ مکمل سٹ ۱۲عہ علاوہ خرچہ ڈاک۔

پبلشر مرزا حیدر حسین اسسٹنٹ سکریٹری امامیہ مشن نخاس۔ لکھنؤ